

ہو ہو ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ  
اسے ختم سل قرآن معلوم شدہ دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

بِسْمِ السَّلَوٰکِ

(مصنف)

حضرت سیدنا ابوالعلا رضی اللہ عنہ

مترجمہ مولوی تنظور احمد صنائف

در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ ہے۔

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزار ہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے  
 ذات نے اس کی ہر اک شکل میں کی جلوہ گری  
 شکل آدم میں کبھی صورت، حوا میں کبھی  
 اور اس بے چون و بے چلوں کے منکر کے بعد کہ جو صد ہزار  
 چوٹی اور چوٹوئی میں ظاہر ہوا اور جس کا تیرہ وجود نہیں ہے  
 تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی زندگی لاکھوں  
 بڑی حیرت اس شکل کی ہیں یہ تین لاکھوں  
 بلند و پست جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمراہوست  
 وہی ہمسایہ تنہا ہوا ہے ۛ بے گدائے وہی وہی ہر شاہ  
 جلوت فرق ہو کہ جلوت جمع ۛ بس وہی ۛ وہی ہر جگہ واللہ  
 درود اس چھتے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جہاں موجودات کی ایجاد ہوئی ہے  
 یا جسے صفیٰ صمد و محمود آپ ہیں ۛ ایجاد کائنات کے مقصود آپ ہیں  
 اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی  
 پاپا سہوا ابو العلاء ہراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ  
 مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو  
 طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی  
 کہ چاہئے کوشش کرے اسید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ  
 وصول بحق ہے شرف یاب ہوگا۔

اب جان اسے بھائی کہ فنا ہے اعظم جو وصول اعلیٰ  
 مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔

پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات۔ تیسری

فنا فی الذات۔

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنی اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات و سکنات و افعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اٹ کے افعال جاننا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کبھی کی حرکت کا تعلق

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے دھندہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے۔



کھولنے والے کے ہاتھ یا مروہ کی حرکت کا فعال کے ہاتھ سے  
 اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا  
 کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی  
 ستیا زید نے بھکو عمرو نے کر دیا زخمی

سہ دانہ صیاد ازل نے جب کبھی ردام پر

اک پرندہ آ پھنسا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہان میں سب کا سب

کر کے اور دن کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

سہ کمان میں تیر ہے مد اصل خود اس صلیب کی

کمان آبرو معشوق کا لیکن بیان ہے

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسروں

کے چار صفات کو الٹ کے صفات جانتا ہے یعنی مرالسی اپنی اور دوسروں کی صفت کو جو صفات حیات - عظیم - ارادہ

قدرت - سمیع - بصیر اور کلام سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں

کی صفت جانتا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے

منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بادولست اس کا وجود

سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جانتا اور مرکز

اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی

اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے ۔

ہر زبان سے بولتا سرکان سے سنتا ہوں میں

ہے تعجب کان ہی ظاہر میں سمیٹنے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ  
 بایزید بسطامی قدس الشہرہ العزیز نے دایر فنا سے دایر بقا  
 کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اسے  
 بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوند  
 توحید لایا ہوں جواب آیا اَنْ كُنَّا لَيْلَةً اللَّيْلَيْنِ یعنی یاد کر  
 دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور  
 تیرے پیٹھ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ  
 میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں  
 نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے  
 تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے  
 کہ توحید لایا ہوں سے

کسی سچے نے کیا کہدی کیسچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف  
ایک ہی نسبت بد غیر حق پران کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک  
میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہو گا جو ہمیشہ ہی  
اس بلا میں مبتلا ہیں :

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔  
مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ  
یعنی بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لائے ہیں مگر  
در اصل مشرک ہیں ۔  
جبکاتے ہی عادت ہی بری رہی میری شیطان منافق ہے تو وہ شریک نہیں ہے

فنا فی الذات سے سالک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات  
کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جانتا ہوا ہے یعنی سالک جو یہ جانتا  
ہے کہ میں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جانتا اور  
دیکھتا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جانتا اور تصور کرنا کہ حضرت  
حق تعالیٰ مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع و اقسام  
کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے سب کچھ وہی ہے۔  
اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے

غیر اس کا وہم اور پندار ہے

جلوہ زار و ہو معکم کا جمال

کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے



اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تے فرمایا ہے ۔  
 مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ سِرَّ بَيْتِهِ ۖ جِسْمَ بَيْتِ بَابِ  
 اپنے نفس کو سمجھتیق اس نے پہچانا اپنے رب کو (یعنی جو شخص کہ اپنے  
 آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جیساں صورت میں  
 نہ ہوں جیساں ہوں اس نے حقیقت میں پہچاں لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

لَمْ يَنْعَرَفْ نَفْسَهُ بِالْعِلْمِ فَقَدْ عَرَفَ سِرَّ بَيْتِهِ ۖ جِسْمَ بَيْتِ بَابِ  
 نفسہ بالنقص فقد عرف سر بہ بالکمال وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و محدودیت  
 و کمزوری و جہالت و بھوری نا توانی و کمزوری کو سمجھتیق اس نے سوا اللہ تعالیٰ کے کمال و عدم حیا و  
 دلدادہ و قدرت و سماعت و عبارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا و پہچان لیا کسی شے  
 کا کمال و دہری شے کے نقص و زوال سے پہچاننا جاتا ہے ۔

عرفت سرائی پر لی دہچا نائین نے اپنے رب کو اپنے رب سے  
 یعنی جب تک کہ میں تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ  
 کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جا چکا حق نے حق کو پہچان  
 لیا ہے

جب تلک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پایگا  
 جب نہ ہوگا تو خدا خورد نما ہو جائیگا  
 اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے  
 اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم  
 کہ خدا شناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے۔

۵۔ بندہ کا کہان مقدور و موصوفہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے۔

ساک کو پہلے چاہئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے  
اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال  
میں اس قدر استعدا اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور  
ہونے لگے۔

وہ مگن ہے جس صورت پر کی : ہر طرح سے آئینہ میں دیکھ لی  
اس خیال کی انتہا پر بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔  
اور طرح طرح کی لذتیں۔ رضا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد ساک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام  
پہنچانا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جاننا اور ایسا تصور کرنا چاہئے  
کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ہی حاضر  
ہوا ہے۔

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر

کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر

طالب و مطلوب یکھے رکے سب

تو ہی تو ہے کب تیرا کوئی غیر؟

اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں

اس لئے وہ خود ہی صین حملہ اشیا ہو گیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا

چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے

اور اس باب میں کوشش اور سعی ملینج کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود

بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شے ہے کہ

آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قیل و قال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیرہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے  
 اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔  
 اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس  
 مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور  
 اپنے وجود ہی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔  
 یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا  
 میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حدود و مہر و ف اور پابند رہنا چاہئے  
 تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور جملہ عالم کو حق جانا جائے  
 اور حق دیکھا جائے۔



ساکک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے  
 باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیہ کے  
 باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا۔

محو حیرت ہوں کہ جس کو میں "کہا کرتا تھا میں  
 بڑھوٹا ہوتا تھا پھر تاہوں خود اس کو وہ میں "اب کیا ہوا  
 جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ ساکک خود کو بھول گیا۔  
 تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا  
 اور وصول حق حاصل ہو گیا۔

خود ہی شاید ہی خود شہید بھی : غیر اس کا ہے کہیں موجود بھی ؟  
 سے دن بھر ترے ساتھ تھا خبر کی دہی

شب ساتھ رہا اونٹن گئے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھ کو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا مستحق عیاں تھا مجھے معلوم تھا بلکہ خود مجھ میں تھاں تھا مجھے معلوم تھا

میں سمجھا کہ طلب اس کا دیگی مجھے یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم تھا

یعنی بخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نسبت ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے اور یہی ہے انہما اور کمال فقر کا۔

ساکت کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے

جس کا کہ فنا ثبوت ہو اور فقرائیں گو معرفت دیں نہ ہو اور کشف یقین

وہ اٹھ گیا در بیان سے اللہ را ۛ اَلْفَقْرَ اَزَانَهُ هُوَ اللّٰہُ ہے ہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلکشیاں اور یا غصین کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود تیرہ ہے۔ اس مقام پر کل شئی کھا لک الّا  
 وجهہ کل شئی یرجع الی اصلہ استعاضہ فی الرجوع الی اللہ  
 باللہ تعالیٰ بکار از فاش موتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حبلہ طلبکار  
 کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق النبی وآلہ الامجاد صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ

نختین بادہ کا نذر جام کر دند	ز چشم مست ساقی دام کر دند
برائے صید مرغ جان شائق	زدلف ماہر ویاں دام کر دند
بجالم سر کجبار نج ملامت	بہم بر دند و عشقش نام کر دند
زہر نقلستان از لب چشم	مہیا شکر و یاد ام کر دند
چو غور کر دند از خویش فاش	عراقی را چہ را بد نام کر دند

(مولوی شمس الدین صاحب ناظر)

برہ تو دیدہ بد و ختم شدہ عمر و یار نیامدی  
 دل و جان بہ آتش جو تو مگر اے نگار نیامدی  
 ز من بہ تم زدہ سوے تو شدہ قاصد چنے قاصد  
 مہر خزان زد و بخت شرم مگر اے بہار نیامدی  
 تو بگو کہ دست رسم کجا کہ رسم بکوسے تو یار من  
 مگر آہ بامہ آگہی تو بہ یار یار نیامدی  
 بہ میان باو یہ سہارے نہ بہ زخم مینہ و مرچ  
 ہر دم حیرت و حیرت غمے بہ غمین زار نیامدی  
 شدہ ساہا بیت بے وقا کہ کسے نیا از نشان  
 تلاش تربت تا نظرت میر کو ہمار نیامدی

زہے جوشن بہ ریخ کلف مردانہ می آئی

بہ ہر گہ سوے من قصدے کنی ترکانہ می آئی

بدون آیم برائے مقدس خالی کنم جارا

چولے جان جہاں باخلوہ جانانہ می آئی

بہ پا بست بقیہ جامہا از دست میخوارا

چو سوے میکدہ باغزہ مستانہ می آئی

بہ ہر دم طرفہ تلبیہ بہر ساعت عجبتانہ

گدایانہ سی سکا ہے گہے شانانہ می آئی

نمودہ آشتا بہاے نوشین تو یا تلخی

کنوں رگفتگوئے تلخ بیاسکانہ می آئی

مریض عشق را وجہ مرض سحر تو چہ می باشد



تو خود بر حال آید در تنه خصمانه می آید  
به رنگ تو بهاران سینه است آتش کرده ناظر  
سرت گرم چپاس سوسه آتش خانه می آید

(+)

یار من که ستر یا لطف بے کران باشد	بایتر از تقصیرم یار مهربان باشد
تو به شکنم مردم باز تو به می و رزم	رحمتش نمی دانند این چه وجه آن باشد
ایک قیل و قال تو شرح دفتر خنی	و یک علم و حال تو را ز کن بکان باشد
دارم این سوال از تو با کمال نادانی	گر چه خامشی و انتم کار عاقلان باشد

هر دمی ز من جویم هر زمان از تو عفو  
ناظر که ام آخر شاخ ز عقراں باشد

(+)

نرگس که همی بنید بے خود نگرانسته	دیده است نگاه او حیرت نهاده زان
یک محشر بتیابی بر دل شد کان برپا	این فتنه که بر پاشد از چشم بتانسته
عجب کمین لے ز ابد من منده مقدم	گر رمد نظر بازم تقدیر چنانسته
این خرقه سالوسم صد عیب پوشد	زیدیکه همی دوزم نادان بگمانسته
اسکس که خبر دارد مهر بلب خود زو	افسانه که در دهر است از بخیرانسته
این شعر ترسم کی بهر لحظه ز نو دارد	زان مولوی شانی گوشا شهمانسته

هم نغمه رومی ام مانند حزن ناظر  
این پرده که می سخنم زان جان جهانسته

(\*)

ناظر چو به دست بالین دارم دست	حقا که بعد صدق یقین بوم دست
دست ادمه مطلوب کشیدم باری	زان روز که مقصود چنین دارم دست

زنان روز کہ صدق در یقین است مرا	نگزار خبان و حور عین است مرا
مردم لطافت کعبه و رزند سفر	آن کبر و قبله با الیہین است مرا

(۱۰)

در راه طلب اہل یقین را دریاب	بجز اسیر مکان کمین را دریاب
مگر طالب صافی مریشی کسے	نگز ز سہ و با الیہین را دریاب

(۱۱)

الْحَمْدُ لِلَّهِ مَنْشَى الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ  
 ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقَدَمِ  
 مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
 عَلَى حَبِيبِكَ وَخَيْرِ خَلْقِكَ كَلِيمِكَ  
 وَبِمَنْتَ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقٌ وَعَدْلٌ  
 كَرِيْمٌ كَرِيْمٌ كَرِيْمٌ كَرِيْمٌ

## قصیدہ

اصحمت نرا ترا لک یا شختہ انجف  
 تو قبلہ دعائی و اہل نیاز را  
 می بوسم آستانہ قصر حلال تو  
 گریہ پرده ہائے چشم مرصع ز گوہر ہم  
 رو کردہ اندر حجاب اکثاف سوی تو  
 بر روئے عارفان تو مفضل گشتہ است  
 خیر تو سوخت در تب تبیت جو بوی لب  
 رفت از جہاں کسی کہ تپے تپے تو رفت  
 ناجنس را چه حد کہ زندلای حبیب  
 جنسیت است عشق مولا را سبب  
 جامی بر آستان تو کا نچائے سجود  
 ہر نثار مہم تو نقد جان بکف  
 روی امید سوی تو باشد ز طرف  
 در دیدہ اشک عذر ز قصہ سلف  
 نریش حریم نیر تو باشد ز ہر شر  
 تا گیریم ز حادثہ دہر در کنف  
 ابواب کزت کز مفضل حق من عرف  
 نا دیدہ از زبانہ قہر ت خور تف  
 لب پر خیر یا اسفا دل پیاد اسف  
 اورا بود بجانب موم خود شرف  
 حاشا کہ جنس گوہر خشن لعل بیرون  
 صبح و شام ہر صفای کشت و صفت



السلام است حق تر بود دریا جود  
 السلام است آنکه تا ازین آرمه نماند  
 السلام است آنکه بنگراندت غرضها  
 السلام است آنکه نام در کونین بمان  
 السلام است آنکه بر قرش است یافت  
 السلام است آنکه در شب شفاعت در خست  
 السلام است آنکه تا نوم درین محبت

السلام است آنکه تا ازین آرمه نماند  
 نور پاکش کس ندانند سیاه و سواد  
 صدق قبل تیغ نواز آینه گیتی زدود  
 نیز برینا را بر بحر نور تو در چشم شهود  
 اطلال کشتن شرب کند ما را از روز پو  
 جز سلیقه لطف تو خلق نتواند کشود  
 در سرم سودای و در جانم تنه تو بود

صد است حق تر بود مردم آنکه کرام

بکه آید یک عسکر و جود صی سلام

بَلِّغِ الْعِلْمَ بِالْعِلْمِ	كُنْ لِلْعِلْمِ حَبْلًا
حَسْبُكَ عِلْمُكَ	صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ

و هم حاجی کرمان مالک اخبار شوکت الاسلام پیریا باز آید علی میراد  
 (صدید را با ده کن)